نحنُ انصار اللہ
مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ
عید مبارک
اپریل 2024ء، شوال 1445، شہادت 1403
www.nahnuansarullah.ca
Majlis Ansarullah Canada
We are the helpers of Allah

Majlis Ansarullah Canada
We are the helpers of Allah

نحنُ انصاراللہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ
اپریل 2024ء

میرے پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اور رمضان سے گزرنے کی توفیق دی۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے بہترین رنگ میں اور رمضان کے تقاضوں کے عین مطابق عبادت کی توفیق دی ہو گی۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دیکھے ہوں گے۔ یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس بابرکت مہینے میں ہم کو اس بات کی توفیق دی کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق ادا کر سکیں۔

آج جب ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عید منا رہے ہیں تو اس بات کا بھی عہد کریں کہ سال کے باقی دنوں میں بھی اُن حالتوں کو جاری رکھیں گے جو ہم نے رمضان کے دنوں میں اختیار کی ہیں اور اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی اس طرح قائم کرنے کی کوشش کریں گے جس طرح اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور جس کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ عید الفطر مورخہ 22 اپریل 2023 کو اسی امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رکھے اور ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے حقوق اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق ادا کرنے والے ہوں، اپنی تمام رنجشوں کو بھول کر صلح کی بنیاد ڈالنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کر کے اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو حقیقی عید کی خوشی میں ڈھالنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

اس عید کے موقع پر خاص طور پر اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ساتھ، خلافت احمدیہ، عالمگیر جماعت احمدیہ، اسیران راہ مولا کو خصوصیت سے اور بیماروں، مریضوں، ضرورتمندوں کو ضرور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ یہ عید ہم سب کے لیے مبارک فرمائے۔ آپ سب کو اس عید کی بہت مبارک ہو۔

والسلام

عبدالحمید وڑائچ (صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا)

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر
editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800 : رابطہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین
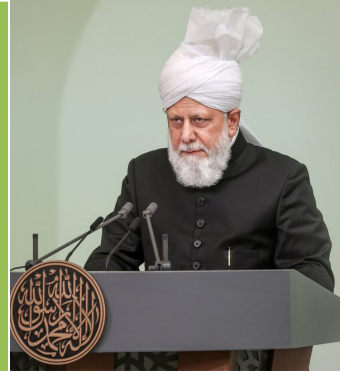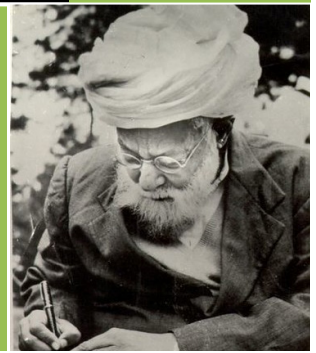
قال اللہ عزوجل

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾

(سورۃ الجمعۃ: آیت نمبر 11)

ترجمہ: اور جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جایا کرو، اور اللہ کا فضل تلاش کیا کرو، اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو، تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

”انسانی فطرت میں ہے کہ جب تک بار بار ایک بات کو دہرائے نہیں! وہ یاد نہیں ہوتی۔ سبحان ربی الاعلیٰ اور سبحان ربی العظیم بار بار کیوں کہلوایا؟ ایک بار ہی کافی تھا۔ نہیں! اس میں یہی سر ہے کہ کثرت تکرار اپنا ایک اثر ڈالتی ہے اور غافل سے غافل قوتوں میں بھی ایک بیداری پیدا کر دیتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ یعنی اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ جس طرح پر ذہنی تعلق ہوتا ہے اور کثرت تکرار ایک بات کو حافظہ میں محفوظ کر دیتی ہے اسی طرح ایک روحانی تعلق بھی ہے اس میں بھی تکرار کی حاجت ہے بدوں تکرار وہ روحانی پیوند اور رشتہ قائم نہیں رہتا۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 280، 279)

قال الرسول ﷺ

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَقَالَ "مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ"۔ قَالُوا كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ

(سنن ابی داؤد روایت نمبر 1134)

ترجمہ: حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور ان کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ دو دن کیا ہیں؟ انہوں نے کہا ہم جاہلیت میں ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تمہیں ان دو کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن دیے ہیں (یعنی) اضحیٰ کا دن اور فطر کا دن۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ لِلّٰهِ مُحْتَسِبًا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ

(سنن ابن ماجہ، روایت نمبر 1782)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی خاطر عیدین (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں قیام کرے تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مر جائیں گے۔

کلام المہدی علیہ السلام

”اے نادانو خوب سمجھو، اے غافلو خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں۔ اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے۔ اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے اور رسول کریم کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات طیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اسی جہان میں باہر نہیں وہ اس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔ میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 397، 398)

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’آپ کی اکثریت یہاں جو میرے سامنے بیٹھی ہے اس میں اکثر جو ہیں وہ اس وجہ سے یہاں ان مغربی ممالک میں آئے ہیں کہ ہماری عبادتوں پر پابندی تھی۔ ہمیں کھل کر عبادت کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمیں کھل کر اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمیں اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہمیں کھل کر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی اجازت نہیں ہے اور ان تنگیوں کی وجہ سے ہم یہاں آئے ہیں تو اس کے بعد تو کس قدر یہ حق بنتا ہے بلکہ فرض بنتا ہے ہمارا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے حکموں کے مطابق چلنے والے ہوں، اپنی مسجدوں کو آباد کرنے والے ہوں۔ اگر ہم یہ نہیں کریں گے، عبادت کا حق ادا نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نہیں چلیں گے اس کا صحیح عبد نہیں بنیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی بے نیاز ہے۔ یہ بات بھی ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے..... پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اگر ان لوگوں میں شامل ہونا ہے اور اپنی نسلوں کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جن کی اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے تو پھر اپنی نمازوں کی، اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(اختتامی خطاب برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے۔ فرمودہ 30؍ستمبر 2018ء)

انتخاب از فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دین پاک ست ملت اسلام
از خدائے کہ ہست علمش تام

پاک دین صرف اسلام کا دین ہے اور یہ اُس خدا کی طرف سے ہے جس کا علم کامل ہے۔

زیں کہ دیں از برائے آں باشد
کہ ز باطل بحق کشاں باشد

چونکہ دین اس لیے ہوتا ہے کہ باطل سے چھڑا کر حق کی طرف کھینچ کر لے جائے

ویں صفت ہست خاصئہ فرقاں
ہر اصولش موثق از برہاں

تو یہ بات قرآن کا خاصہ ہے اور اس کا ہر اصول دلیل سے ثابت ہے

با براہین روشن و تاباں
مے نماید رہِ خدائے یگاں

وہ روشن اور چمکدار دلائل کے ساتھ خدائے واحد کا راستہ دکھاتا ہے

من گر امروز سیم داشتمے
آں براہین بزر نگاشتمے

اگر آج میرے پاس روپیہ ہوتا تو ان دلائل کو سونے (کے پانی) سے لکھتا

اللہ اللہ چہ پاک دین ست ایں
رحمت رب عالمین ست ایں

اللہ اللہ! یہ کیسا پاک مذہب ہے جو اسرار رب العالمین کی رحمت ہے

آفتاب رہ صواب ست ایں
بخدا بہ ز آفتاب ست ایں

یہ راہ راست کا سورج ہے۔ خدا کی قسم یہ دین سورج سے بھی بہتر ہے

مے برآرد ز جہل و تاریکی
سوئے انوار قرب و نزدیکی

جہالت اور اندھیرے سے نکال کر قرب و وصل کے انوار کی طرف لاتا ہے

مے نماید بطالبان رہ راست
راستی موجب رضائے خداست

طالبوں کو راہ راست دکھاتا ہے اور راستی خدا کی رضا کا موجب ہے

گر ترا ہست بیم آں دادار
بہ پذیر و ز خلق بیم مدار

اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو مذہب اسلام کو قبول کر اور لوگوں سے مت ڈر

چوں بود بر تو رحمت آں پاک
دیگر از لعن و طعن خلق چہ باک

جب اس خدائے پاک کی رحمت تجھ پر ہو تو پھر تجھے مخلوق کی لعنت اور طعنوں سے کیا ڈر ہے

لعنت خلق سہل و آسان ست
لعنت آں ست کو ز رحمان ست

خلقت کی لعنت آسان اور سہل ہے دراصل لعنت وہ ہے جو خدا کی طرف سے پڑتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد نمبر 1 ۔ ترجمہ از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

صحابہؓ رسول کا عشق رسول ﷺ

(محترم مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب مرحوم)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: قُلۡ إِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِيۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰہُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ (سورۃ آل عمران: 32) اے رسولؐ! تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، پھر اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل کو بُلاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے فلاں شخص سے محبت ہے پس تُو بھی اُس سے محبت کر۔ تو جبرائیل بھی اُس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبرائیل آسمان والوں کو منادی کر کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اُس سے محبت کرو تو اہلِ سَماء بھی اُس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں، ثُمَّ يُوۡضَعُ لَهُ الۡقَبُوۡلُ فِي الۡأَرۡضِ پھر اُس شخص کی مقبولیت ساری زمین میں رکھ دی جاتی ہے۔ (بخاری) اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سب سے بڑی مقبولیت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمائی یہاں تک کہ اپنی محبت کے حصول کے لیے رسول کی محبت کو ایک ذریعہ بتایا چنانچہ سورۃ آل عمران کی ذکر کردہ آیت میں یہی پیغام دیا کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو رسول کریم ﷺ کی پیروی کرو پھر اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

دنیا میں ہزاروں انبیاء آئے اور اُن کے پیروکاروں نے اپنے نبی کی پیروی اور محبت میں حیرت انگیز نمونہ دکھایا لیکن رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام نے عشق رسول میں سرشار ہو کر جس عقیدت و محبت کا اظہار کیا اُس کی نظیر کسی اور اُمت میں دیکھنے کو نہیں ملتی۔ عُشاق رسولؐ میں بلند مقام رکھنے والے صحابی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی عشق و محبتِ رسول کا نہایت عمدہ نمونہ دکھایا اور مرتے دم تک اپنے آقا سے اپنے عشق کا اظہار کرتے رہے۔ حضرات! آنحضرت ﷺ کی وفات سوموار کے دن ہوئی تھی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے آخری ایام میں بار بار پوچھتے آج کیا دن ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا سوموار کا دن ہے۔ فرمایا دیکھو اگر میں مر جاؤں تو کل کا انتظار نہ کرنا، مجھے وہ دن اور راتیں بھی محبوب ہیں جو رسول اللہؐ سے کسی لحاظ سے مناسبت یا قربت رکھتی ہیں۔ (مسند احمد) پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت رسول کو کون نظر انداز کر سکتا ہے، یہ آپ کا عشق رسول ہی تو تھا جس نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر آپ کو دیوانہ بنا دیا یہاں تک کہ آپ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جس نے کہا کہ محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں تو میں اُس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہ عشق رسول ہی تھا جس کی وجہ سے حضرت عثمان اپنا قیمتی مال آپؐ کے قدموں میں لا کر رکھ دیتے اور یہ بھی عشق رسول ہی تھا جس نے ہجرت مدینہ کے وقت کفار کے خونی ارادوں کے باوجود حضرت علیؓ کو بستر رسول پر لیٹنے کے لیے بدل و جان آمادہ کر دیا۔

محبوبی و رَعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا
قدموں پہ نثار اُس کے جَمشیدی و دَارائی

دراصل صحابہ رسول نے آنحضور ﷺ کا بیان فرمودہ یہ اصول اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ تم میں سے کوئی بھی حقیقی مومن نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ اللہ کا رسول اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو۔ صحابہ کرام نے اس اُصول کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ اصحاب رسولؐ میں ایک بڑا نام حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ عنہ

کا بھی ہے۔ آنحضور ﷺ نے آپ کو مبلغ بنا کر مدینہ بھیجا، ایک سال بعد جب حضرت مُصعب واپس مکہ مکرّمہ واپس آئے تو آپ کی محبت رسول کا ایک عجیب نمونہ دیکھنے میں آیا۔ آپ مکہ پہنچتے ہی اپنی والدہ کے گھر جانے کی بجائے سیدھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ جب آپ کی والدہ کو پتہ چلا کہ مصعبؓ مکہ آئے ہیں اور پہلے انہیں ملنے کی بجائے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے ہیں تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ بے وفا! میرے شہر میں آ کر پہلے مجھے نہیں ملا۔ اس عاشق رسول صحابی کا جواب بھی کیسا خوبصورت تھا، فرمایا: ماں! میرا دل نہیں مانتا کہ خدا کا رسول کسی بستی میں موجود ہو اور اُسے ملے بغیر میں کسی اور سے جا ملوں۔ (ابن سعد)

واقعہ رجیع کے دردناک حالات میں بھی ہمیں عشق رسول کی حسین مثال دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس واقعہ میں قیدی بنائے جانے والے صحابہ میں ایک حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اسی قید کے دنوں میں ایک دن ابوسفیان نے پوچھا "سچ کہو کیا تمہارا دل یہ نہیں چاہتا کہ اِس وقت تمہاری جگہ ہمارے ہاتھوں میں محمدؐ ہوتا جسے ہم قتل کرتے اور تم بچ جاتے اور اپنے اہل وعیال میں خوشی کے دن گذارتے؟" حضرت زید کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور غصہ میں بولے "ابوسفیان! تم یہ کیا کہتے ہو! خدا کی قسم! مَیں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ میرے بچنے کے بدلے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا تک چُبھے۔" ابوسفیان بے اختیار بولا: وَاللہِ مَیں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحابِ محمد کو محمد (ﷺ) سے ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا کی قسم! وہ ایسے لوگ ہیں جو خیر الکائنات ﷺ کی مدد کی خاطر موت کے میدانوں میں ڈٹ گئے اور اللہ کی خاطر انہوں نے اپنے باپوں اور بیٹوں کو چھوڑ دیا اور انہیں تیز دھار تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اپنے پیاروں سے جنگ کی اور ان کے سر قلم کیے اور اللہ کی راہ میں اپنے نفیس اموال اور جانیں نثار کیں۔" (سرّ الخلافہ)

یہ صحابی رسول حضرت حسّان بن ثابتؓ کا عشق رسول میں ڈوبا ہوا شعر ہی تھا جس نے دنیا کے سب سے بڑے عاشق رسولؐ کو بھی رَشک میں ڈال دیا کہ اے کاش! یہ شعر میری زبان سے نکلا ہوتا کہ

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی تُو تو میری آنکھ کی پتلی تھا پس وہ اب اندھی ہوگئی۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے، مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

صحابہ رسول کے عشق رسول کی یہ داستانیں بہت طویل ہیں، ہر صحابی کا عشق رسول اپنا رنگ رکھتا ہے جو ہر پڑھنے اور سننے والے کے ایمان کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

"اگر کوئی مُنصف غور کرے کہ جزیرہ عرب کے لوگ اوّل کیا تھے اور پھر کس اِس رسول کی پیروی کے بعد کیا ہو گئے اور کیسی ان کی وحشیانہ حالت اعلیٰ درجہ کی انسانیت تک پہنچ گئی اور کس صدق وصفا سے انہوں نے اپنے ایمان کو اپنے خونوں کے بہانے سے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے اور اپنے عزیزوں کو چھوڑنے اور اپنے مالوں اور عزتوں اور آراموں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگانے سے ثابت کر دکھلایا تو بلاشبہ ان کی ثابت قدمی اور ان کا صدق اپنے پیارے رسول کی راہ میں ان کی جانفشانی ایک اعلیٰ درجہ کی کرامت کے رنگ میں اس کو نظر آئے گی۔" (آئینہ کمالات اسلام)

حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16؍ فروری 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"دنیا کے جو حالات ہیں اس کے بارے میں بھی کچھ کہہ دوں۔ جنگ کی آگ تو پھیلتی جارہی ہے۔ انسانیت کے تباہی سے بچنے کے لیے اب بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اور احمدی اگر حقیقت میں صحیح طرح دعا کریں تو اس کے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔"

چند فقہی مسائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رہنمائی

(مرسلہ: محمود احمد چغتائی۔ احمدیہ ابوڈ آف پیس)

ایک مقام پر دو جماعتیں نہ ہونی چاہییں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس ابھی وضو فرما رہے تھے اور مولانا محمد احسن صاحب بوجہ علالتِ طبع نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، اُن کا خیال تھا کہ میں معذور ہوں الگ پڑھ لوں مگر چند احباب ان کے پیچھے مقتدی بن گئے اور جماعت ہو گئی۔ جب حضرت اقدس کو علم ہوا کہ ایک دفعہ جماعت ہو چکی ہے اور اب دوسری ہونے والی ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ ایک مقام پر دو جماعتیں ہرگز نہ ہونی چاہییں۔

جماعت کے ٹکڑے الگ الگ نہ ہونے چاہییں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضورِ اقدس اپنی کوٹھڑی میں تھے اور ساتھ ہی کوٹھڑی میں نماز ہونے لگی۔ آدمی تھوڑے تھے، ایک ہی کوٹھڑی میں جماعت ہو سکتی تھی۔ بعض احباب نے خیال کیا کہ شاید حضرت اقدس اپنی کوٹھڑی میں ہی نماز ادا کر لیں گے کیونکہ امام کی آواز وہاں پہنچتی ہے۔ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ جماعت کے ٹکڑے الگ الگ نہ ہونے چاہییں بلکہ اکٹھی پڑھنی چاہیے، ہم بھی وہاں ہی پڑھیں گے۔ یہ اس صورت میں ہونا چاہیے جبکہ جگہ کی قلت ہو۔

مقیم پوری نماز ادا کریں:

ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب گورداسپور میں مقیم تھے اور احمدی جماعت نزیل قادیان بہ باعث سفر میں ہونے کے نماز جمع کر کے ادا کرتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ پوچھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مقیم پوری نماز ادا کریں۔ وہ اس طرح ہوتی رہی کہ جماعت کے ساتھ ڈاکٹر صاحب نماز ادا کرتے، جماعت دو رکعت ادا کرتی لیکن ڈاکٹر صاحب باقی کی دو رکعت بعد از جماعت ادا کر لیتے۔ ایک دفعہ حضرت اقدس نے دیکھ کر کہ ڈاکٹر صاحب نے ابھی دو رکعت ادا کرنی ہے، فرمایا کہ ٹھہر جاؤ! ڈاکٹر صاحب دو رکعت ادا کر لیویں۔ پھر اس کے بعد جماعت دوسری نماز کی ہوئی۔ ایسی حالتِ جمع میں سنّت اور نوافل ادا نہیں کیے جاتے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 85،86)

نماز جمع ہو گی، سنّتیں پڑھنے کی ضرورت نہیں:

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج نماز ظہر و عصر ہر دو جمع کر کے پڑھی جائیں گی (عموماً ایسی جمع کے دن ظہر کی نماز اپنے وقت سے ذرا پیچھے اور عصر اپنے وقت سے قبل پڑھی جاتی تھی یا عصر کو ظہر کے وقت ساتھ ملا لیا جاتا تھا یا ظہر میں دیر کر کے ہر دو نمازیں عصر کے وقت پڑھ لی جاتی تھیں) مَیں چار رکعت سنت پڑھنے کے واسطے اُسی کمرے میں کھڑا ہوا.... حضرت صاحبؑ نے مسجد جانے کے واسطے دروازہ کھولا جب میرے پاس سے گذرنے لگے اور مجھے سنّتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا نماز جمع ہو گی سنتوں کی ضرورت نہیں۔ یہ فرما کر آگے کو بڑھے اور پھر پیچھے پھر کر دیکھا کہ مَیں نماز میں مشغول تھا تو پھر فرمایا کہ نماز جمع ہو گی، سنّتیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ فرما کر مسجد کے اندر داخل ہو گئے اور میں نے کھڑے کھڑے سلام پھیر دیا

اور سنتیں نہیں پڑھیں۔''

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 50 ۔ایڈیشن 2008ء)

نماز میں قرآن شریف کھول کر پڑھنا مناسب نہیں: ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قرآن شریف کی لمبی سورتیں یاد نہیں ہوتیں اور نماز میں پڑھنے کی خواہش ہوتی ہے، کیا ایسا کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کو کھول کر سامنے کسی رحل یا میز پر رکھ لیں یا ہاتھ میں لے لیں اور پڑھنے کے بعد الگ رکھ کر رکوع سجود کر لیں اور دوسری رکعت میں پھر ہاتھ میں اٹھا لیں۔حضرت صاحبؑ نے فرمایا:

''اس کی کیا ضرورت ہے۔آپ چند سورتیں یاد کر لیں اور وہی پڑھ لیا کریں۔''

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 136۔ ایڈیشن 2008ء)

نماز میں اپنی زبان میں دعا کرنا جائز ہے: ''یہ ضروری بات نہیں ہے کہ دعائیں عربی زبان میں کی جاویں، چونکہ اصل غرض نماز کی تضرع اور ابتہال ہے اس لئے اپنی مادری زبان میں ہی کرے۔انسان کو اپنی مادری زبان سے ایک خاص اُنس ہوتا ہے اور پھر اس پر قادر ہوتا ہے۔دوسری زبان سے خواہ اس میں کس قدر بھی دخل ہو اور مہارت کامل ہو، ایک قسم کی اجنبیت باقی رہتی ہے۔اس لئے چاہیے کہ اپنی مادری زبان ہی میں دعائیں مانگے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 402)

کوئی تو ایسے عالم میں کھولے اپنے بند کواڑ

(ایک پرانی نظم سے انتخاب)

مژدہ ایسی آنکھ کو دو، جو راتوں کو روتی ہے
رحمتِ حق کے دامن میں اشکِ ندامت موتی ہے
کوئی نہیں ہے ایسے میں لُٹتی دولت لینے والا
حُسنِ ازل ہے جلوہ نما ساری دنیا سوتی ہے
کوئی تو ایسے عالم میں کھولے اپنے بند کواڑ
جب تاروں کی چھاؤں میں اس کی آمد ہوتی ہے
پردہ اُٹھائے آخرِ شب کوئی سرہانے آتا ہے
دیکھنے والی آنکھ مگر میٹھی نیندیں سوتی ہے
دل پر نُور اترتا ہے، کیف و سرور اُترتا ہے
جب بھی اس کے سامنے رُوح چاک گریباں ہوتی ہے
ہری اُسی کے حکم سے ہے دہقاں کی کھیتی لیکن
جس نے ڈالا وقت پہ بیج اور زمیں بھی جوتی ہے
قوموں کی تقدیروں کے اُس میں تارے کھلتے ہیں
آنکھ کسی مامور کی جب خاک میں آنسو بوتی ہے

(سعید احمد اعجاز)

خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق اور روحانیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے 25/نومبر 1923ء کو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ احمدی کے نام تحریر فرمایا:

''میری طبیعت میں شرم ہے اور مَیں لوگوں کو بار بار یہ نہیں کہہ سکتا کہ بغیر ذاتی تعلق کے روحانیت نہیں ملتی کیونکہ حیا کرتا ہوں کہ لوگ سمجھیں گے کہ اپنے لئے ایسا کہتا ہے حالانکہ یہ حق ہے۔قرآن کریم کہتا ہے کونوا مع الصادقین خدا کے بندوں سے ذاتی تعلق وہ ایمان پیدا کر دیتا ہے جو دنیا بھر کے دلائل نہیں کر سکتے۔ دلائل خالی کج بحث بنا دیتے ہیں لیکن روحانیت ہی ہے جو مغز تک پہنچا دیتی ہے اور ٹھوکروں سے بچا دیتی ہے۔''

میری طبیعت میں شرم ہے اور میں لوگوں کو
بار بار یہ نہیں کہہ سکتا کہ بغیر ذاتی تعلق کے روحانیت
نہیں ملتی کیونکہ میں حیا کرتا ہوں کہ لوگ سمجھیں گے کہ
اپنے لئے ایسا کہتا ہے حالانکہ یہ حق ہے قرآن کریم کہتا
ہے کونوا مع الصادقین۔ خدا کے بندوں سے ذاتی
تعلق وہ ایمان پیدا کر دیتا ہے جو دنیا بھر کے دلائل نہیں
کر سکتے دلائل خالی کج بحث بنا دیتے ہیں لیکن روحانیت
ہی ہے جو مغز تک پہنچا دیتی ہے اور ٹھوکروں سے
بچا دیتی ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ الفرقان ربوہ، نومبر 1968 صفحہ 7،8)

زاوية العرب

آية قرآنيةعن واجب الشكر لله أن وفقنا لصيام رمضان

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (البقرة:٢١٨)

حديث شريف عن صدقة الفطر

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنه قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم صَدَقَةَ الْفِطْرِ، صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ

(صحيح البخاري, كتاب الزكاة)

من كلام الإمام في ضرورة تأويل نبوءات آخر الزمان

"فثبت من قوله عز وجل .. أعني {وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ} أن العلامات القطعية المزيلة للمِرية، والأمارات الظاهرة الناطقة الدّالة على قُرب القيامة.. لا تظهر أبدا، وإنما تظهر آيات نظرية التي تحتاج إلى التأويلات، ولا تظهر إلا في حُلل الاستعارات، وإلا فكيف يمكن أن تنفتح أبواب السماء وينزل منها عيسى أمام أعين الناس وفي يده حربة، وتنزل الملائكة معه، وتنشقّ الأرض وتخرج منها دابّة عجيبة تكلّم الناس أن الدين عند الله هو الإسلام، ويخرج يأجوج ومأجوج بصورهم الغريبة وآذانهم الطويلة، ويخرج حمار الدجّال ويرى الناس "بين أذنيه سبعون باعا"، ويخرج الدجّال ويرى الناس الجنةَ والنار معه والخزائن التي تتبعه، وتطلُع الشمس من مغربها كما أخبر عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ويسمع الخَلق أصواتا متواترة عن السماء أن المهدي خليفة الله، ومع ذلك يبقى الشك والشبهة في قلوب الكافرين. ولأجل

ذلك كتبتُ في كتبي غير مرة أن هذه كلها استعارات وما أراد الله بها إلا ابتلاء الناس ليعلم من يعرفها بنور القلب ومن يكون من الضالين. ولو فرضنا أنها تظهر بصورها الظاهرة فلا شك أن من ثمراتها الضرورية أن يرتفع الشك والشبهة والمِرية من قلوب الناس كلهم كما يرتفع في يوم القيامة، فإذا زالت الشكوك ورُفعت الحجب فأيُّ فرقٍ بقي بعد انكشاف هذه العلامات المهيبة الغريبة في تلك الأيام وفي يوم القيامة؟ انظر أيها العاقل.. أنه إذا رأى الناس رجلا نازلا من السماء وفي يده حربة ومعه ملائكة الذين كانوا غائبين من بدء الدنيا وكان الناس يشكّون في وجودهم، فنزلوا وشهدوا أن الرسول حق، وكذلك سمع الناس صوت الله من السماء أن المهدي خليفة الله، وقرأوا لفظ "الكافر" في جبهة الدجّال، ورأوا أن الشمس قد طلعت من المغرب، وانشقّت الأرض وخرجت منها دابة الأرض التي قدمه في الأرض ورأسه تمسّ السماء، ووسَمت المؤمن والكافر، وكتبتْ ما بين عينهم مؤمن أو كافر، وشهدت بأعلى صوتها بأن الإسلام حق، وحصحص الحق وبرق من كل جهة، وتبينت أنوار صدق الإسلام حتى شهد البهائم والسباع والعقارب على صدقه، فكيف يمكن أن يبقى كافر على وجه الأرض بعد رؤية هذه الآيات العظيمة، أو يبقى شك في الله وفي يوم الساعة؟ فإن العلوم الحسّية البديهة شيء يقبله كافر ومؤمن، ولا يختلف فيه أحد من الذين أُعطوا قوى الإنسانية؛ مثلاً إذا كان النهار موجودا والشمس طالعة والناس مستيقظين فلا يُنكره أحد من الكافرين والمؤمنين. فكذلك إذا رُفعت الحجب كلها، وتواترت الشهادات، وتظاهرت الآيات، وظهرت المخفيّات، وتنزلت الملائكة، وسُمعتْ أصوات السماء، فأي تفاوُت بقيت بين تلك الأيام وبين يوم القيامة، وأي مفر بقي للمنكرين؟ فلزم من ذلك أن يُسلِم الكفار كلهم في تلك الأيام، ولا يبقى لهم شك في الساعة؛ ولكن القرآن قد قال غير مرة إن الكفار يبقون على كفرهم إلى يوم القيامة، ويبقون في مِريتهم وشكّهم في الساعة حتى تأتيهم الساعة بغتة وهم لا يشعرون. ولفظ "البغتة" تدل بدلالة واضحة على أن العلامات القطعية التي لا يبقى شك بعدها على وقوع القيامة لا تظهر أبدا، ولا تجليها الله بحيث تُرفع الحجب كلها وتكون تلك الأمارات مرآة يقينية لرؤية القيامة، بل يبقى الأمر نظريا إلى يوم القيامة، والأمارات تظهر كلها ولكن لا كالأمر البديهي الذي لا مفر من قبوله، بل كأمور ينتفع منها العاقلون، ولا يمسّها الجاهلون المتعصبون، فتدبَّرْ في هذا المقام فإنه تبصرة للمتدبرين."

(حمامة البشرى)

مقتبس من خطبة العيد" عن معنى العيد"

" العيد هو في الواقع إظهار رباني علني لنعمة الله علينا بعد أن قدّمنا التضحية في رمضان ونجحنا في محاولتنا للامتناع حتى عن الأشياء المشروعة. وهذا الأمر يجب أن يوجّه أنظارنا إلى أنه ما دام الله تعالى يعيد إلينا كل عمل من أعمالنا بأجر بغير حساب، فلا يمكن أن تضيع أية تضحية نقدمها في سبيل دين الله وتذهب بدون ثواب. فما دمنا قد أطعنا أمر النبي ﷺ وآمنّا بمُحِبِّه الصادق عليه السلام فلن يترك الله تعالى هذه الحسنة أيضًا بدون أجر، وخاصة إذا ضحينا في هذا السبيل بكل غال ورخيص ونفس ونفيس.

فليتذكر كل مسلم أحمدي دائما أنه كما لا يذهب أي عمل في سبيل الله دون أجر وثواب، كذلك فإن التضحيات التي يقدمها الأحمديون لن تذهب سُدًى بإذنه تعالى. إن قول الله تعالى: فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا * إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (الشرح: 6-7) يُطَمْئِننا أننا إذا كنا نمر اليوم بفترة العسر والمصيبة فان اليسر والفرج قريب باذن الله، وعندها ستنزل علينا أمطار أفضال الله بلا حدود.". (مقتبس من خطبة عيد الفطر التي ألقاها أمير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور أحمد أيده الله تعالى بنصره العزيز بتاريخ 2008/01/2م)

في رحاب التفسير

من التفسير الكبير لحضرة الحاج مرزا بشير الدين محمود أحمد
رضى الله عنه، الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام)

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (يونس:59)

التفسير:

أي أن هذه النِعَم إنما تُنال بفضل الله وتوفيقه، ولا أحد يستطيع تحصيلها بقوته وجهوده. فمن كان يؤمن بالله لاينبغي له أن يزهوَ بثرائه أو يفاخر بعشيرته، إذ لا وزن لهذه الأشياء ولا قيمة لها إزاء ما يهبه الله تعالى من فضله ورحمته، وإنما على الإنسان أن يفرح ويفخر على الأشياء التي أكّد الله على صحتها ومنفعتها.

وضمير الغائب في قوله تعالى (هو خير) قد يرجع إلى الفضل الإلهي أو إلى عملية الحصول على الفضل، وقد يرجع إلى القرآن الكريم الذي قد سبق الكلام عنه آنفاً، والمراد: أنكم تسألون وأنتم المغرورون بأموالكم وعشائركم: كيف ستتحقق الغلبة لمحمد وهو دونكم مالاً وأضعفكم جاهاً؟ ألا فاعلموا أن السلاح الذي أعطيناه محمداً هو سلاح القرآن وإنه يفوق كل مالديكم من أسلحة وثروات وعشائر، ولن يصمد سلاحكم ولا ثراؤكم ولا جاهُكم في وجه هذا السلاح الجبار، بل إن الفوز والغلبة سيكونان حليفَيْ محمد وحده.

ما أعظَمَ وما أروَعَ الحقيقةَ التي يذكرها القرآن الكريم هنا، حيث يقول: إن الحقائق الروحانية هي التي تعلو على الماديات. لا شك أن الحق يبدو في أول الأمر أضعف شيء في الوجود، ولكنه ينتصر على كل شيء في آخر المطاف. لو أدرك الناس هذه الحكمة لما آثروا الأشياء المادية على الحقائق الروحانية قط.

نضائح طبية لحماية العين والوقاية من أمراضها

ينصح أطباء العيون بإجراء مراجعة دورية عند الطبيب ، وإذا كنتَ تعاني من عيوب في البصر فلا بد لك من الالتزام باستعمال النظارة أو العدسات التي يقررها لك الطبيب.

كما ينصح بالسيطرة على الأمراض المزمنة، مثل السكري وارتفاع ضغط الدم لأنها تؤثر على العيون.

ومن النصائح أن تحمِ عينيك من الإصابات والرضوض، ويمكن ارتداء نظارات واقية للحماية. وينصح أيضا بأجراء فحص دوري للعين للكشف عن المياه البيضاء في بداياتها.

فتوى من دار الإفتاء

سؤال: ما هو حكم الفائدة التي تعطيها البنوك في حال إيداع مبلغ مالي فيه،

الجواب: إذا أُودِع المبلغُ مصرفا حكوميا أو دائرة مالية حكومية، كانت الفائدة الحاصلة منها جائزة ويمكن للمرء أن ينفقها على نفسه لأن الحكومة بمنزلة الشركة الأم، أو المنظمة الأمُ وتستخدم الأموال المودعة في دوائرها لرفاهية الرعية ويستفيد منها المواطنون كلهم.

أما إذا أُودِع المبلغ مصرفا أو دائرة مالية غير حكومية فلا يجوز أن ينفق المرء الفائدة الحاصلة منها على نفسه إلا إذا وضع المبلغ بناء على الاتفاق على المشاركة في الربح والخسارة، فهو كالتجارة فلا ضير في أخذ الفوائد مادام هناك احتمال للخسارة وما دام هناك اتفاق على المشاركة فيها، وإلا فالفائدة الحاصلة منها غير جائزة، وفي هذه الحالة يجب أن تُنفق هذه الفائدة لنشر الإسلام

عيد الفطر يوم ليس كسائر الأيام

(معتز القزق، أستاذ الجامعة الأحمدية - كندا)

إنه ليس كسائر الأيام، بل هو مناسبة مهمة وخاصة في حياة المسلمين، يتمتع خلاله المؤمن بثمرة تضحياته وينعم بنفحات دخول الفرح والبهجة على قلبه. فكان من حكمة الله أن تجيء الأعياد بعد مواسم فاضلة ذات بركات عظيمة، وها هو عيد الفطر يجيء بعد إتمام رمضان، لذا فالمسلم يستقبله بأجمل ما لديه ويغتسل ويتطيّب ويلبس فيه ما تيسر من الملابس الجديدة فرحة بقدومه. كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى.

وكان من سنته ﷺ أن يأكُلَ شيئا قبل خروجه لصلاة الفطر. حيث ورد عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قوله: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا وَأَنْ تَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ.

بعد ذلك نخرج إلى مكان صلاة العيد نزين يومنا بالتكبيرات المسنونة: "اللّٰه أكبرُ اللّٰه أكبرُ لا إله إلا الله، واللّٰه أكبرُ اللّٰه أكبرُ ولِلّٰهِ الْحمْد".

فقد كان رسول الله ﷺ يكبر يوم الفِطر من حين يخرج من بيته حتى يأتي المصلى. وقال ﷺ: "زينوا العيدين بالتهليل والتكبير والتحميد والتقديس".

تشارك العائلة جميعها في هذه المناسبة فقد أخبرتنا السيدة أُمُّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتْ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا. لذا يُحبّذ خروج النساء أيضًا لمكان صلاة العيد إن لم يكن في خروجهن خطر عليهن.

يجتمع المسلمون في مكان الصلاة ويصلون صلاة العيد ركعتين بالجماعة. حيث تتميز عن صلاة الجمعة بأمور منها:

أن الصلاة تكون أولا ثم الخطبة، ولا أذان ولا إقامة في صلاة العيد. فعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

ويكون أنه في الركعة الأولى بعد تكبيرة الإحرام نكبر سبع تكبيرات مع رفع اليدين للأعلى مع كل تكبيرة وإسبالهما للأسفل حتى انتهاء التكبيرة السابعة. أما في الركعة الثانية، فبعد أن يقف الإمام يكبر خمس تكبيرات.

مع كل تكبيرة فإننا نشكر الله تعالى أن وفّقنا لصيام رمضان والاستفادة الروحانية من بركاته. داعين الله أن يوفقنا أن نلقى رمضان المقبل ونحن بقوة وقدرة للقيام بهذه العبادة المميزة. هذا التكبير وهذا الشكر الذي يستمر ولا ينتهي فنكون ساجدين على عتبة الله في كل حين، ولا نترك بابه بحال من الأحوال.

وفي مناسبة العيد يُذكر دائما صدقة الفطر أو زكاة الفطر:

وهي صدقة واجبة على كل مسلم ذكرا كان أم أنثى، صغيرا كان أم كبيرا، حتى لو وُلِدَ قبل ساعات من العيد. ويجب إخراجها قبل صلاة العيد لمن لم يخرجها بعد. ومن المفضّل أن تُدفع قبل العيد بأيام حتى يتم توزيعها على الفقراء قبل العيد ليتمكّنوا من المشاركة به وشراء حاجياتهم. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيهَا الَّذِينَ يَقْبَلُونَهَا وَكَانُوا يُعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ.

وفي جماعتنا تجمع صدقة الفطر وتوزيع على الفقراء والمحتاجين تحت نظام الجماعة.

تبرع العيد:

بدأ "تبرع العيد" منذ زمن المسيح الموعود، وكانت الغاية منه أن الإنسان حيث يُنفق في مناسبة الفرح على نفسه وأهله يجب أن يتذكر الدين أيضًا، ويدفع لأغراض دينية في هذا الصندوق الخاص ومقداره بحسب رغبة المتبرع. حيث يُدفع تبرع العيد للجماعة، ولا تصرُّف فيه للجماعات المحلية.

يوم رحمة وتسامح:

ولا شك أنه لا قيمة للعيد بدون رحمة وتسامح، وليس للعيد نفحة بلا وحدة ولحمة.

فبعد الصلاة يسلم الحاضرون على بعضهم البعض فرحين بالعيد نابذين أي خلافات يمكن أنها حصلت

بينهم، مهنئين بالقول: تقبّل الله منا ومنك. فعن جبير بن نفير قال: "كان أصحاب رسول الله إذا التقوا في يوم العيد يقول بعضهم لبعض: تقبل الله منا ومنك".

فلنعش في تلاحم باذلين جهودنا في سبيل إشاعة ذكر النبي الذي أُرسل رحمة للعالمين.
وكل عام وأنتم بخير. تقبل الله منا ومنكم.

نصائح طبية لحماية العين والوقاية من أمراضها

ينصح أطباء العيون بإجراء مراجعة دورية عند الطبيب، وإذا كنتَ تعاني من عيوب في البصر فلا بد لك من الالتزام باستعمال النظارة أو العدسات التي يقررها لك الطبيب.
كما ينصح بالسيطرة على الأمراض المزمنة، مثل السكري وارتفاع ضغط الدم لأنها تؤثر على العيون.
ومن النصائح أن تحمِ عينيك من الإصابات والرضوض، ويمكن ارتداء نظارات واقية للحماية. وينصح أيضا بأجراء فحص دوري للعين للكشف عن المياه البيضاء في بداياتها.

القصيدة من حضرة مرزا غلام احمد عليه السلام

بِكَ الْحَوْلُ يَا قَيُّوْمُ يَا مَنْبَعَ الْهُدٰى
فَوَفِّقْ لِيْ اَنْ اُثْنِيْ عَلَيْكَ وَ اَحْمَدَا
تَتُوْبُ عَلٰى عَبْدٍ يَّتُوْبُ تَنَدُّمًا
وَتُنْجِيْ غَرِيْقًا فِى الضَّلَالَةِ مُفْسِدَا
تُحِيْطُ بِكُنْهِ الْكَائِنَاتِ وَسِرِّهَا
وَتَعْلَمُ مِنْهَاجَ السِّوٰى وَمُحَرَّدَا
وَحِيْدٌ فَرِيْدٌ لَا شَرِيْكَ لِذَاتِهٖ
قَوِيٌّ عَلِيٌّ فِى الْكَمَالِ تَوَحَّدَا
عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاَنْتَ مَلَاذُنَا
وَقَدْ مَسَّنَا ضُرٌّ وَّ جِئْنَاكَ لِلنَّدَا